الْاِیْمَانِ اور اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ —— یہ بتایئے اسلام کسے کہتے ہیں؟ یہ بتایئے ایمان کسے کہتے ہیں؟ یہ بتایئے کہ احسان کسے کہتے ہیں؟ تو احسان ہمارے دین میں بہترین اعمال کی ارفع و اعلیٰ یعنی بلند ترین سطح کو کہا جاتا ہے۔ لہٰذا فرمایا: ﴿اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝﴾ "اسی طرح ہم نیکو کاروں اور خوب کاروں کو جزا دیتے ہیں"۔ آگے فرمایا: ﴿اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ۝﴾ "واقعہ یہ ہے کہ یہ بڑا کھلا امتحان تھا' بہت کڑی آزمائش تھی" —— اب آپ خود ہی سوچئے کہ اس سے بڑا کامیابی کا درجہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ خود ممتحن پکار اٹھے کہ امتحان واقعی بہت کڑا' بہت مشکل اور بہت کٹھن تھا۔ اب معاملہ رہ کیا گیا تھا؟ چھری تو پھیر ہی دی تھی۔ لیکن اس چھری نے حکمِ الٰہی سے کام کیا نہیں۔

© rasailojaraid.com

ذبحِ عظیم

اب آگے بڑھنے سے قبل اس ابتلاء' آزمائش اور امتحانات پر ایک نگاہِ بازگشت ڈال لیجئے جن سے گزرتا ہوا یہ سو سال کا بوڑھا اس آخری اور کڑے امتحان تک پہنچا ہے۔ والدین اور گھر بار کو اس نے چھوڑا اللہ کے لئے' قوم سے اس نے منہ موڑا اللہ کی توحید کے لئے' شہنشاہ اور اقتدارِ وقت سے وہ جا ٹکرایا اللہ کی توحید کے لئے' اپنی جان دینے پر وہ آمادہ ہو گیا اللہ کی توحید کے لئے' وطن کو اس نے خیرباد کہا اللہ کی توحید کیلئے —— اپنے اکلوتے تیرہ سالہ نوعمر بیٹے کو وہ ذبح کرنے کیلئے تیار ہو گیا حکم الٰہی کی تعمیل میں —— یہ آخری امتحان تھا' سب سے کڑا' سب سے مشکل —— اس کے نتیجے میں ہوا یہ کہ: ﴿وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ۝﴾ "اور ہم نے اس (اسماعیل) کو چھڑایا ایک عظیم قربانی دے کر" —— یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ ان کے بدلے میں ایک بڑی قربانی دے کر خود اللہ تعالیٰ نے ان کو چھڑایا۔

یہ ذبحِ عظیم کیا تھا؟ اس کے متعلق روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنت کا ایک مینڈھا تھا۔ قرآن مجید میں جس بات کو مجمل چھوڑ دیا گیا ہو تو اس کی تفصیل کیلئے

© rasailojaraid.com

ہمیں جناب محمد ﷺ کی طرف رجوع کرنا ہوگا، کیونکہ تبیین قرآن آپؐ کا فرضِ منصبی ہے، از روئے آیت قرآنی :

﴿ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ ﴾

(النحل : ۴۴)

"(اے محمدؐ) ہم نے یہ ذکر (قرآن مجید) آپ پر نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کے سامنے اس تعلیم کی تشریح و توضیح کرتے جائیں جو ان کے لئے اتاری گئی ہے"۔

تو حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت کا وہ مینڈھا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ ذبح ہوا ہے۔ اس کو 'ذبح عظیم' اس اعتبار سے کہا گیا کہ جنت کا وہ مینڈھا زمین پر لا کر ذبح کیا گیا۔ البتہ اس ذبح عظیم کا سلسلہ ہے جو عید الاضحیٰ کے موقع پر ہر سال لاکھوں جانوروں کی قربانی کی شکل میں تواتر سے چلا آ رہا ہے۔ وہ یاد ہزاروں سال سے منائی جا رہی ہے۔ یہ جو جانور ہزاروں سال سے عید الاضحیٰ کے موقع پر ذبح ہوتے ہیں، یہ ایک اعتبار سے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فدیہ ہیں اور دوسرے اعتبار سے ان کا مفاد یہ ہے کہ امّتِ مسلمہ کے ہر فرد کے دل میں یہ جذبہ ہر سال تازہ ہوتا رہے کہ وہ متاعِ دنیا کی محبوب ترین شے بھی اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار رہے۔ چنانچہ فرمایا :

﴿ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ○ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ○ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ ﴾

"اور ہم نے بعد کی نسلوں کے لئے اس (قربانی) کو (بطورِ یادگار) چھوڑ دیا۔ سلامتی ہو ابراہیم پر (جو اس کڑے امتحان میں پورا اترا) اور اسی طرح ہم محسنوں کی قدردانی کرتے ہیں اور ان کو جزاء سے نوازتے ہیں"۔

ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کے جذبے کی یادگار اللہ تعالیٰ نے آنے والوں کے لئے قائم کر دی —— آپ غور کریں کہ ابراہیم علیہ السلام پر سلام بھیجنے والوں کی اس وقت دنیا میں دو تہائی تعداد ہے۔ یہودی ہوں، عیسائی ہوں، وہ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعظیم کرنے اور ان پر سلام بھیجنے والے ہیں اور ان کے نام لیوا ہیں۔ رہے مسلمان، تو وہ

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

اس کا سب سے زیادہ حق رکھتے ہیں :

﴿ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾ (آل عمران : ٦٨)

"ابراہیم سے قریب ترین رشتہ اور نسبت رکھنے کا سب سے زیادہ حق اگر کسی کو پہنچتا ہے تو ان لوگوں کو پہنچتا ہے جنہوں نے ان کی پیروی کی' اور اب یہ نبیؐ اور اس پر ایمان لانے والے اس نسبت کے زیادہ حق دار ہیں۔ اور اللہ صرف ان کا دوست ہے جو ایمان رکھتے ہیں۔"

پھر دیکھئے کہ ہر نماز میں آپ جو درود پڑھتے ہیں اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی درود بھیجا جاتا ہے' اسی لئے یہ درود ابراہیمی کہلاتا ہے۔

© rasailojaraid.com

آگے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدح میں فرمایا : ﴿ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾ "یقیناً وہ (یعنی ابراہیمؑ) ہمارے مؤمن بندوں میں سے تھا"۔

اب یہاں تین الفاظ نوٹ کر لیجئے : پہلا "اسلام" ﴿ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ ﴾ —— یہ اسلام ہے۔ اسی اسلام کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیان کے ضمن میں سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۳۱ میں ذکر ہے : ﴿ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾ "ابراہیمؑ کا یہ حال تھا کہ جب اس کے رب نے اس سے کہا مسلم ہو جا تو اس نے فوراً کہا : میں ربِّ کائنات کا مسلم ہو گیا" —— حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اسی کیفیت تسلیم کو سورۃ الصّٰفّٰت کی آیت ۸۴ میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ ﴿ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ ﴾ "جب وہ اپنے رب کے حضور قلبِ سلیم کے ساتھ پیش ہوا۔" ان کے مسلم ہونے کی اللہ خود ہی سند عطا فرما رہے ہیں۔ دوسرا "ایمان" —— اب اللہ تعالیٰ کسی کو "مؤمن" مان لے تو گویا اس کی طرف سے اسے ایک بہت بڑا سرٹیفکیٹ دے دیا گیا۔ چنانچہ فرمایا : ﴿ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾ —— اب ذرا اسلام اور ایمان کی ان دو کسوٹیوں پر اپنے اسلام اور ایمان کو پرکھئے کہ ہم ان اعتبارات سے کس مقام پر کھڑے ہیں؟ ہم کتنے پانی میں

© rasailojaraid.com

ہیں؟ اللہ کی راہ میں اپنی محبوب ترین چیز کو عملاً قربان کرنے پر آمادہ ہو جانا‘ زبانی کلامی نہیں‘ تو یہ ہے درجہ احسان —— اسلام‘ ایمان اور احسان‘ تینوں کی حقیقتیں اس ایک واقعہ سے ہمارے سامنے آگئیں۔ ان ہی امتحانات سے گزرنے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اس مرتبے کو پہنچے کہ ان کو امام النّاس کے مقام پر فائز کیا گیا اور ان کو خُلّتِ الٰہی سے نوازا گیا: ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرٰھِیْمَ خَلِیْلًا ۝﴾ (النساء: ۱۲۵)

فریضۂ حج اور حیاتِ ابراہیمیؑ کے مراحل

اب ایک اور بات جان لیجیے کہ حج کا یہ جو پورا سلسلہ ہے‘ یہ درحقیقت ایک فرض عبادت ہے ہر زادِ راہ رکھنے والے صاحبِ استطاعت مسلمان پر‘ ازروئے نصِّ قرآنی:

﴿وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ۝﴾
(آل عمران: ۹۷)

”اور لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر (بیت اللہ) تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے“۔

پھر حج میں جو مناسک ادا کیے جاتے ہیں ان کو شعائر اللہ قرار دیا گیا ہے —— سورۃ البقرۃ میں فرمایا گیا:

﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِھِمَا ۚ﴾ (آیت ۱۵۸)

”یقیناً صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ لہٰذا جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لئے کوئی گناہ کی بات نہیں کہ وہ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی کر لے“۔

سورۃ الحج میں فرمایا کہ قربانی کے جانور بھی شعائر اللہ میں سے ہیں: ﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰھَا لَکُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ﴾ —— جبکہ بیت اللہ اس زمین پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا شعیرہ ہے۔ شعائر کے مجازی معنی ہیں ”وہ چیزیں جن کے ادب و احترام کا

© rasailojaraid.com